آخری خطبۂ صدارت

حضرت شیخ الہند مولانا مولوی محمود الحسن صاحب

جو

جمعیتہ علمائے ہند کے دوسرے سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی میں پڑھا گیا اور جس میں حضرت شیخ الہند نے مسلمانوں کی تکالیف اور اُن کا علاج بیان کیا اور فرائض سے آگاہ کیا ہے

جس کو منشی مشتاق احمد نے شہر میرٹھ محلہ کوٹلہ سے شائع کیا

باہتمام خیراتی لال شرما پرنٹر

اوم پریس میرٹھ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لک الحمد انت قیم السمٰوات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت نور السمٰوات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ملک السمٰوات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت الحق ووعدک الحق ولقاءک حق وقولک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعۃ حق

اللّٰھم لک اسلمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت +

اللّٰھم صل وسلم علیٰ عبدک ورسولک محمد الذی جاء بالبینات وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین یاحی یا قیوم برحمتک نستغیث - اغثنا ونجنا من القوم الظٰلمین - برحمتک یا ارحم الراحمین +

امّا بعد - خاکسار ذرّۂ بے مقدار حضرات علمائے کرام و معزّزین اہل اسلام و برادرانِ وطن کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ آپ حضرات نے مجھ جیسے ناچیز و ضعیف کو جس عظیم الشّان خدمت کے لئے منتخب فرمایا ہے میں اُس کے لئے آپ کی محبّت و عزّت افزائی کا دل سے شکریہ ادا کرنیکے ساتھ ہی یہ التماس کرتا ہوں کہ صدارت کی ذمّہ داری کی اہمیت اور زمانۂ حاضرہ کی ہوش رُبا کشمکش موت و حیات پر نظر کرتے ہوئے میں اپنی گزشتہ پنجسالہ قید غربت اور اب موجودہ شدید علالت کے سبب سے صدارت کی خدمت سے اپنے آپ کو قاصر پاتا ہوں کیونکہ ایسے نازک اور پُر خطر زمانہ میں کسی عظیم ملّی اور قومی اجتماع کی صدارت کے لئے ضروری تھا کہ صدر تمام جزئیات سے واقف ہو اور نہ تھکنے والی دماغی قوّت اور نہ متزلزل ہونے والی قلبی عزیمت اور نہ سُست ہونیوالی اعضا و جوارح کی طاقت ہو - بایں ہمہ آپ حضرات نے

مجھے ایک دینی وقومی خدمت کے لئے نامزد اور منتخب کر دیا تو میرے لئے سوائے اسکے چارہ نہ تھا کہ بنامِ خدا اُسکے لئے سرِ تسلیم خم کر دوں اور خدا کی تائید پر بھروسہ کر کے خدمت اسلام و اہل اسلام کے لئے تیار ہو جاؤں +

معزز حاضرین! میری اس عاجزانہ التماس پر پوری توجہ مبذول فرمائیں کہ کئی مہینے کی ممتد علالت کی وجہ سے مجھے پورے اطمینان وغور وخوض کا موقع نہیں ملا ہے اس لئے اگر معروضات میں کسی قسم کی کوتاہی ہو۔ مضامین منتشر ہوں تو میرے واقعی عذر کو پیش نظر رکھتے ہوئے معاف فرمائیں۔ والعذر عند کرام النّاس مقبولٌ +

محترم حاضرین! آج جس اجلاس میں آپ تشریف فرما ہیں اور طویل وعریض سفر برداشت کر کے شریک ہوئے ہیں۔ یہ وہ مقدّس اجتماع ہے جسکا سنگِ بُنیاد بحکم وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ اور تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى رکھی گئی ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلّم کو بھی حکم فرمایا کہ اپنے اصحاب کرام سے مشورہ فرمایا کریں۔ اور پھر مسلمانوں کی شان بھی یہی بیان فرمائی کہ وہ اپنے امور کا آپس میں مشورہ کر کے فیصلہ کرتے ہیں جس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کے تمام کام بالخصوص ایسے کام جن کا مسلمانوں کی تمام جماعت سے تعلّق ہے آپس کے مشورے سے ہونے چاہئیں۔ یہ حکم تو ایسے جلسوں اور اجتماعوں کے جواز کی بُنیاد ڈالتا ہے جو بغرض مشورہ منعقد کئے جائیں اور ارشاد تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ان اجتماعوں کی نوعیت کو مقید کرتا ہے۔ یعنی مجلس مشاورت کا نیکی اور خوف خدا پر مبنی ہونا لازم ہے۔ پس تمام ایسے جلسے جنکا مقصد دینِ مقدّس کی حمایت وحفاظت ہو اور جن میں نیکی اور بھلائی کے طریقوں پر غور کیا جائے اور جن میں خدائے قدّوس کا خوف شاملِ حال رہے۔ منعقد کرنا اور اُن میں شریک کرنا حکم خداوندی کی تعمیل اور سنتِ نبویہ کی اقتدا ہے +

چونکہ دورِ حاضر میں دشمنانِ اسلام نے مقاماتِ مقدسہ کو غصب کر کے اقتدار

خلافت کو پامال کر کے مسلمانوں کے واجب الاحترام، جان و مال سے زیادہ عزیز مذہب کی توہین کی۔ اور اُن کے دینی بھائیوں کی جان و مال، عزت و آبرو کو برباد کیا۔ اس لئے تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر فرض ہو گیا ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کی نصرت و اعانت اور اپنے پاک اور مقدس مذہب کی حفاظت، اور اعدائے اسلام کی مدافعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس فرض میں چین، جاوا، ہندوستان، افغانستان، ترکستان، بخارا وغیرہ کے مسلمان برابر ہیں۔ کسی کی تخصیص نہیں۔ جن مقامات میں لڑائی ہوئی ہو جس طرح وہاں کے مسلمانوں پر فرض تھا کہ اپنے بھائیوں کی مدد اور دشمن کی مدافعت کریں اسی طرح روئے روئے زمین کے مسلمانوں پر ایشیائی اور یورپین مسلمانوں کی امداد و اعانت اور دشمنوں کی مدافعت فرض ہے اگرچہ امداد و اعانت کی صورت مختلف اور مدافعت کی نوعیت جداگانہ ہو +

جمعیۃ علمائے ہند کے سامنے جہاں اور مذہبی و علمی فرائض ہیں وہاں اس وقت یہ فریضہ اُسکے پیشِ نظر ہے بلکہ تمام دیگر فرائض سے مقدم اور اہم ہے +

ہندوستان کے مسلمانوں کا بیرون ہند کے مسلمانوں کے ساتھ تعلق

رہا یہ سوال کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بیرون ہند کے مسلمانوں کے ساتھ ایسا کونسا شدید تعلق ہے جس کی وجہ سے ان پر سات سمندر پار کے رہنے والوں کی جانی اور مالی امداد فرض ہو جائے +

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے اپنے پیرووں اور کلمہ گویوں کے درمیان ایک ایسا رشتہ اتحاد و اخوت قائم کیا ہے جو تمام قومی مصنوعی اتحادات سے بالاتر ہے۔ اس میں قومیت اور لباس اور رنگت کا امتیاز نہیں۔ صرف خدائے واحد پر ایمان لانا ایک مغربی شخص کو اقصائے مشرق میں رہنے والے کا بھائی بنا دیتا ہے۔ اور ان بُعد المشرقین کے رہنے والوں کے درمیان وہ تمام تعلقات قائم ہو جاتے ہیں جو ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں +

حضرت حق جلِ شانہٗ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (قرآن مجید) یعنی تمام مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔

اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

ان حقا علی المؤمنین ان یتوجع بعضھم لبعض کما یالم الجسد للراس (کنز العمال)

یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے لئے ایسے دردمند ہوں جیسے سر کے درد میں باقی اعضائے بدن دکھ پاتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :۔

المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ ۔ (رواہ مسلم)

یعنی تمام مسلمان مثل ایک جسم کے ہیں اگر آنکھ میں درد ہو تو تمام بدن دکھ اٹھاتا ہے اور سر میں درد ہو تو تمام بدن تکلیف پاتا ہے۔

اسی طرح ایک مسلمان کے درد اور دکھ سے تمام مسلمانوں کو درد اور تکلیف پہنچنا ضروری ہے خدا تعالیٰ کے پاک فرمان اور رسول مقبول صلعم کے مقدس ارشاد سے صاف ثابت ہو گیا کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے درد سے اسی قدر صدمہ ہونا چاہیے جسقدر ایک عضو کی تکلیف سے دوسرے اعضا کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس مثال سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایمان اُسی وقت کامل ہو گا جبکہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی تکلیف سے ایسی ہی بے اختیاری اور اضطراری طور پر تکلیف پہنچے جس طرح ایک عضو کی تکلیف سے دوسرے اعضا کی تکلیف بے اختیاری اور اضطراری ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے :۔

المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ (وفی روایۃ) لمسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے نہ اُسے دشمن کے پنجہ میں چھوڑ دے۔ اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ اسکی نصرت اور مدد سے منہ موڑے اور نہ اُسکو حقیر کرے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا :۔

ما من امرأ مسلم یخذل امرأ مسلما فی موضع ینتھک فیہ حرمتہ وینتقص فیہ

جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد نہ کرے جہاں اُس کی بے عزتی کی جاتی ہو اور آبرو پامال ہوتی

من عرضہ الاخذلہ اللہ تعالیٰ فی موطن یحب فیہ نصرتہ وما من امرأ مسلم ینصر مسلما فی موضع ینتقص فیہ من عرضہ وینتھک فیہ من حرمتہ الا نصرہ اللہ فی مواطن یحب فیہ نصرتہ (رواہ ابوداؤد)

ہو تو خدا اُسکی اُس جگہ مدد نہیں کریگا جہاں یہ خدا کی مدد چاہتا ہے۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کریگا جہاں اُسکی عزت خراب کی جاتی ہے اور بے آبروئی ہو رہی ہے تو خدا اُس کی اُس جگہ مدد کریگا جہاں یہ خدا کی مدد چاہتا ہے +

المؤمن اخو المؤمن یکف عنہ ضیعتہ ویحوطہ من ورائہ + (ابوداؤد)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اُس کو ہلاکت سے بچاتا اور پس پشت اُس کی حفاظت کرتا ہے۔

یہ ہیں خدائے برتر اور اُسکے پاک رسول کے صریح فرمان۔ اور یہی مقدس مذہب اسلام کے جلیل القدر احکام جنکی وجہ سے ہندوستان اپنے سمندر پار کے مذہبی بھائیوں کی امداد و اعانت کو اپنا مذہبی پاک فریضہ سمجھتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر ہم نے اس دردناک مصیبت میں بھی اُنکی بات نہ پوچھی۔ کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے رہے۔ اور اُن کو دشمنوں کا تختۂ مشق بن جانے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور اُن کی امداد و اعانت میں امکانی کوشش نہ کی تو قیامت کے دن خدائے جلیل و جبار کے قہر سے چھٹکارا مشکل ہے +

اسلام سے پہلے قومی زندگی قائم رکھنے اور بنی نوع کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اقوام عالم کا یہ طریقہ تھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ حلف یعنی معاہدہ کر لیا جاتا تھا۔ دونوں معاہد قومیں ایک دوسرے کی مددگار ہوتی تھیں۔ ایک دوسرے کی طرف سے دشمنوں سے لڑتی تھیں معاہدے کی یہ رسم غیر مسلم اقوام میں آجتک جاری ہے +

اسلام نے حلف یعنی معاہدۂ نصرت کو مسلمانوں کے آپس میں غیر ضروری قرار دیا۔ مگر غیر ضروری قرار دینے کا منشا یہ نہیں تھا کہ مسلمانوں کو متفقہ قومی طاقت یا باہمی معاونت کی ضرورت نہیں بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو خود اُنکے پاک مذہب نے باہمی نصرت و اعانت کی ایسی مضبوط زنجیر میں جکڑ دیا ہے جو انسانی معاہدۂ نصرت سے کہیں زیادہ مضبوط اور استوار ہے جس وقت کسی

شخص نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ لیا۔ اُسی وقت سے وہ مسلمانوں کا بھائی ہو گیا خواہ وہ اقصائے مغرب کا رہنے والا ہو یا منتہائے مشرق کا۔ گورا ہو یا کالا کچھ تفاوت نہیں۔

بات یہ ہے کہ معاہدہ کرنیوالے معاہدہ سے تین فائدے حاصل کرتے تھے۔ اوّل یہ کہ ایک معاہد دوسرے کے حملے سے محفوظ ہو جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی تیسرے حملہ آور دشمن کے ساتھ مل کر اُس سے لڑنے کا خطرہ نہیں رہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ اگر یہ کسی دشمن پر حملہ کرے تو معاہد اُس کی مدد کرے۔ یہ تینوں باتیں ہر مسلمان پر اسلام لاتے ہی فرض ہو جاتی ہیں۔ مثلاً پہلی بات کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حملے سے محفوظ ہو جائے۔ اسکے متعلق ارشاد ہے:۔

سباب المسلم فسوق وقتاله کفر (بخاری) مسلمان کو گالی دینا فسق اور اُسپر حملہ کرنا کفر ہے+

دوسری حدیث میں فرمایا:۔

کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ + یعنی مسلمان کو دوسرے مسلمان کے جان و مال اور آبرو پر حملہ کرنا حرام ہے +

تیسری حدیث میں ارشاد ہے:۔

الا ترجعن بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض + (ترمذی) دیکھو میرے بعد کافروں کی طرح نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارو +

اور حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیھا وغضب اللّٰہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما ٥ (سورۂ نساء) جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اور اُسپر خدا کا غضب اور لعنت نازل ہوگی اور اُسکے لئے خدا تعالیٰ نے بڑا عذاب مہیا کیا ہے +

اور دوسری بات کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جانب سے یہ خوف نہ کرے کہ وہ میرے دشمن کے ساتھ ہو کر میرے اوپر حملہ کرے گا۔ اسکے متعلق ارشاد ہے +

لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ۔ یعنی مسلمان کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کے خلاف نہ بنائیں کہ کفار کی طرف ہو کر مسلمانوں سے لڑیں۔

تفسیر ابن جریر میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

ومعنے ذلک لا تتخذوا ایھا المؤمنون الکفار ظھرا و انصارا توالوھم علی دینھم وتظاھروھم علی المسلمین ۔ (ابن جریر طبری) یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اے مسلمانو! کفار کو اپنا مددگار اور حمایتی نہ بناؤ کہ ان کافروں سے تم ان کے دین میں دوستی کرو اور اُن کی مسلمانوں کے خلاف مدد کرو۔

تیسری بات کہ اگر مسلمان کسی دشمنِ اسلام پر حملہ کرے تو تمام مسلمان اُسکی مدد کریں اس کے متعلق حضور کا صاف و صریح ارشاد موجود ہے کہ:۔

المؤمنون ید علی من سواھم (ابو داؤد) تمام مسلمان دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں ایک ہی ہاتھ ہیں یعنی دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں کو اس طرح متفقہ طاقت سے کام لینا چاہیے کہ گویا اُن سب کی حرکت ایک ہاتھ کی حرکت ہے۔

پس جبکہ مسلمانوں کے لئے رسمی معاہدہ کی تمام ذمہ داریاں صرف اسلام لانے سے حاصل ہو جاتی ہیں تو مسلمان کو مسلمان سے معاہدہ کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ رہا مسلمانوں کا کسی دوسری قوم سے معاہدہ کرنا اور جب تک دوسرا فریق بد عہدی نہ کرے اُس پر قائم رہنا یہ علیحدہ چیز ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آجکل دُنیا کی وہ قومیں جو اپنے رسمی معاہدوں کو واجب الاحترام سمجھتی ہیں آیا اُن کو یہ حق ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس آسمانی معاہدے اور مذہبی حلف سے روکدیں یا یہ کہہ سکیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ٹرکی یا عراق یا شام کے مسلمانوں سے کیا واسطہ۔ یہ خواہ مخواہ کیوں کیلئے چیخ پکار کرتے ہیں۔ ہم تمام ایسے لوگوں سے ببانگ دہل کہے دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں باہمی نصرت و معاونت انسانی معاہدہ نہیں ہے بلکہ خدائے قدوس کا قائم کیا ہوا اور سخت تاکیدی مذہبی احکام کا قرار دیا ہوا معاہدہ ہے۔ اگر تمہارے اپنے قائم کئے ہوئے معاہدے تمہیں مجبور کرتے ہیں کہ امریکہ والے آکر یورپ میں تمہاری مدد کریں اور اُن کی یہ مدد آئین و انصاف کے خلاف نہ سمجھی جائے

تو مسلمانوں کو ان کا خدا ان کا رسول ان کا پاک مذہب حکم کرتا ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کی مدد کریں خواہ وہ کہیں کے رہنے والے ہوں۔

کسی انسانی قانون اور طاقت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو اُنکے مذہبی فرائض سے روکے یا اُن کی جائز مذہبی جدوجہد کو غیر آئینی قرار دے۔

یہاں پر طبعًا یہ سوال پیدا ہوگا کہ وہ کون سے واقعات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو اس قدر بے چین اور مضطرب کر دیا ہے۔ اور کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے بیرون ہند کے رہنے والے بھائیوں سے ہمدردی اور اُن کی اعانت فرض ہوگئی ہے۔ اس کا جواب دینے اور سُننے کے لئے پتھر کا دل، فولاد کا کلیجہ درکار ہے۔ اور اسکی تفصیل کیلئے بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہے۔ اس لئے اوّل تو اپنے ضعف کی وجہ سے دوسرے اس لئے بھی کہ بہت سے واقعات اور مظالم اخباروں اور تقریروں کے ذریعہ سے عالم آشکارا ہو چکے ہیں۔ میں صرف چند جملوں پر اختصار کرتا ہوں۔

معزز ناظرین! دنیائے اسلام میں گزشتہ چند صدیوں سے سلطان ٹرکی کی واحد سلطنت اسلامی شوکت کی ضامن تھی اور حرمین محترمین۔ بیت المقدس۔ عراق وغیرہ کے تمام اماکن مقدسہ و مقامات محترمہ کی حفاظت کی کفیل تھی۔ جمہور اہل اسلام کے اتفاق سے سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین مانے جاتے تھے اور خلافت کے فرائض نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے ان کا عروج و ترقی اور اُن کی سلطنت کی وسعت جابر و غاصب مسیحی سلطنتوں کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی اور وہ ہمیشہ اسی فکر میں لگی رہتی تھیں کہ خلیفۃ المسلمین کا اقتدار گھٹایا جائے اور مستقر خلافت پر قبضہ کر کے یورپ سے اسلام کا نام مٹا دیا جائے۔ اگرچہ سلطان ٹرکی پر اُن مسیحی بھیڑیوں کے درمیان بالکل بتیس دانتوں میں ایک زبان کی مثل صادق تھی۔ مگر خلیفۃ المسلمین کی اسلام کے لیئے جاں بازانہ مقاومت ان غاصبوں کی متعصبانہ خواہشیں پوری نہ ہونے دیتی تھی۔ تاہم ان دشمنان اسلام کے دندان آز غریب ٹرکی کے بدن میں سے گوشت کے لوتھڑے نوچتے رہے۔ اور ۱۸۲۷ء سے تو اس نوچ کھسوٹ کا نہ ٹوٹنے والا ایک سلسلہ قائم ہوگیا مصر جیسا زرخیز علاقہ، جزیرہ قبرص، طرابلس، سالونیکا، یونان، بلغاریہ، سرویہ

البانیہ وغیرہ ٹرکی علاقے یکے بعد دیگرے ان ظالموں کی جوع الذئب کی بھینٹ چڑھ گئے اور یہ اُن بڑے بڑے لقموں کو ایسا ہضم کر گئے کہ ڈکار تک نہ لی۔ یہاں تک کہ یہ جنگ عظیم چھڑ گئی۔ جسکا واحد سبب طمع ملک گیری تھا۔ کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ ٹرکی کو بھی شریک جنگ ہونا پڑا اور شریک بھی اُس فریق میں جو برطانیہ سے برسرِ پیکار تھا۔ اس وقت تمام عالم کے مسلمان جس مصیبت میں مبتلا ہوئے اور بالخصوص برطانی حکومت میں رہنے والے مسلمانوں کو جو مشکلات پیش آئیں اس کو خدائے علیم و حکیم ہی بہتر جانتا ہے +

برطانوی مدبرین نے اپنی مسلمان رعایا کی تسلی کے لئے وقتاً فوقتاً چند اعلان شائع کئے۔ جن میں مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ ان کے مقامات مقدسہ پر کوئی آنچ نہ آئیگی اور مستقر خلافت پر کوئی معاندانہ قبضہ نہ کیا جائے گا۔ اگرچہ مسلمانوں کا ان وعدوں پر یقین کر کے مطمئن ہو جانا ایک سخت غلطی تھی جسکا تلخ ترین مزہ آج اُن کے روحانی ذائقے کو تلخ بنا رہا ہے لیکن واقعہ یوں ہی ہوا کہ مسلمان اس وعدے پر مطمئن ہو گئے اور سلطنت برطانیہ کی جانی و مالی امداد کر کے شاندار فتح حاصل ہونیکے باعث بنے +

شاطرینِ برطانیہ نے جیسے ہی ہوا کا رُخ اپنے موافق دیکھا۔ فوراً عیاری کے داؤ چلنے لگے اور تمام دُنیا کی مہذب قوموں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر تمام وعدے نسیاً منسیاً کر دیئے +

مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا۔ مستقر خلافت یعنی قسطنطنیہ کو فوجی قبضہ میں دبوچ لیا۔ سمرنا پر یونانیوں کو قبضہ دلا دیا۔ عرب کو ترغیب اور لالچ دیکر خلیفۃ المسلمین سے باغی بنا دیا۔ ٹرکی فوجوں سے ہتیار رکھوالئے۔ اور اُس غریب کو زمانۂ النواء میں بے دست و پا کر کے نہایت ذلت آمیز شرائط صلح پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کیا۔ شرائط صلح میں خاص طور پر اقتدار خلافت کو زائل کرنے والی شرطیں لگائی گئیں۔ اور تمام دیگر طاقتوں کی مسلمان رعایا کا خلیفۃ المسلمین سے مذہبی سرپرستی کا تعلق منقطع کر دیا گیا۔ ولیعہد ٹرکی کو حراست میں کر لیا۔ اور اسی قسم کے ہزاروں غیر منصفانہ سلوک کئے گئے +

ان لڑائیوں میں شام - عراق - عرب - سمرنا - ٹرکی کے مسلمانوں پر مصیبت کے پہاڑ توڑے گئے لاکھوں مسلمان قتل کئے گئے - لاکھوں عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوئے - ہزاروں کلمہ گو خانہ ویران ہو کر وطن سے بھاگ نکلے اور آج غیر ملکوں میں سڑکوں اور میدانوں پر بے یار مددگار پڑے ہوئے ہیں - سینکڑوں کے بدن پر کپڑا اور جان بچانے کیلئے قوت لایموت بھی میسر نہیں - سمرنا میں ہزاروں بے گناہ قتل کر دئے گئے - عورتوں کی عصمت دری کی گئی +

یہ ہیں وہ روح فرسا اور جانسوز واقعات جنہوں نے تمام عالم کے مسلمانوں کے بیچین کر دیا ہے اور جسکے دل میں ذرا سا ایمان بھی باقی ہے وہ سیماب وار بیقرار ہے اور اپنا شرعی اخلاقی اور قانونی حق سمجھتا ہے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کی نصرت و اعانت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو اور جس طرح ممکن ہو اپنے بھائیوں کو دشمن کے نرغہ سے نکالے اور اُنکے پنجۂ ظلم سے نجات دلائے +

اخوتِ ایمانی کی ایک عالمگیر لہر اُٹھی اور طرفۃ العین میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک دوڑ گئی - سوتے ہوؤں کو بیدار کر دیا - بیداروں کو اُٹھا کر کھڑا اور کھڑے ہوؤں کو بے محابا دوڑا دیا +

حجرہ نشیں زاہد - کتاب کے کیڑے طالب علم - مدرسوں میں درس دینے والے برق تقریر عالم دُکانوں پر بیٹھنے والے تاجر اسباب ڈھونے والے مزدور، سب ایک صف میں آکر کھڑے ہو گئے - یہی نہیں بلکہ دول یورپ اور بالخصوص برطانیہ کی ظالمانہ اور غاصبانہ پالیسی دیکھ کر اکیس کروڑ برادران وطن بھی انکے ساتھ ہمدردی کے لئے تیار ہو گئے +

یہ فریضہ تو اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت و امداد کے متعلق تھا جس میں انسانی ہمدردی اور اخلاقی مروت کی وجہ سے غیر مسلم بھائی بھی مسلمانوں کے دوش بدوش کام کر رہے ہیں اس کے بعد دوسرا فریضہ حمایت مذہب اور اماکن مقدسہ کا احترام باقی رکھنے کے متعلق ہے جو مسلمانوں پر اُنکے پاک مذہب نے عائد کیا ہے - حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ آخری وصیت جو دُنیا سے تشریف لیجاتے وقت مسلمانوں کو فرمائی تھی یہ تھی :-

اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب + یعنی مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو +

اور دوسری روایت میں ہے :-

اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب + یعنی یہود اور نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو +

ان احکام میں تمام مسلمان مخاطب ہیں۔ عرب وعجم کی کوئی تفریق نہیں۔ شامی یا ترکی یا ہندی کا کوئی امتیاز نہیں۔ ان احکام کی وجہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسلام کے اصلی سرچشمہ ہیں۔ حجاز کی مقدس سرزمین پہلی جگہ ہے کہ جہاں سے توحید ربانی کا آفتاب طلوع ہوا اور اُسکے ذرّوں کو روشن کرکے ہر ہر ذرّے کو دُنیا کے مختلف حصّوں کے لئے ایک ایک آفتاب بنادیا +

اس پاک اور مقدس سرزمین پر اسلام کے حقیقی جاں نثاروں اور خدائے پاک کی توحید پر جان قربان کرنیوالوں کے خون کے محترم قطرے گرے ہیں اور اُنھوں نے نہایت جلیل القدر قربانیوں کے بعد ان مقامات کو کفر وشرک کی نجاست سے پاک کیا ہے پس اس لئے کہ جزیرۂ عرب اسلام کا اصلی سرچشمہ ہے۔ آفتاب توحید کا مطلع ہے۔ اسلامی شوکت کا مرکز۔ اور تجلّیات الٰہی کا مظہر ہے۔ اس میں خدا کے سب سے زیادہ مقدس اور محبوب رسولؐ کی آرامگاہ ہے۔ اس میں دُنیا کا سب سے پہلا توحید کا عبادتخانہ ہے۔ اسکے ریگستان کے ذرّے صحابہؓ کے خون سے سیراب کئے گئے ہیں۔ اس میں اسلام کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی یادگاریں ہیں۔ ضروری ہے کہ کسی غیر طاقت اور دشمن اسلام سلطنت کے قبضہ اور تسلط سے پاک رہے +

کیا ان خدا ماننے والوں، کیا مادی قوت کے پرستاروں کیا دُنیا کی تمام سرزمین کو اپنی جاگیر سمجھنے والوں سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اُن کے تسلط اور قبضے کے بعد رسول پاک کے روضۂ مطہرہ کا احترام اور بیت الحرام کی حرمت باقی رہے گی۔ اور یہ دشمنان توحید اس کی تقدیس و تعظیم کو اپنے نقطۂ خیال سے ضروری سمجھیں گے۔ رعایا کے مذہبی جذبات سے خوف کھاکر

اور عام ہیجان کے خطرہ سے دفعۃً کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے عالم اسلامی میں ایک دم طوفان برپا ہو جائے تو یہ اور بات ہے۔ لیکن کوئی تجربہ کار جسے یورپین طاقتوں کی اس مذہبی عصبیت کا تجربہ ہے جس کی وجہ سے برطانیہ کے ذمہ دار اراکین فتح بیت المقدس کو شاندار صلیبی فتح قرار دیتے ہیں اور سالونیکا پر یونانیوں کے قبضہ کے وقت یہ کہہ کر خوشی مناتے ہیں کہ یورپ میں عیسائی مذہب کے داخل ہونے کا پہلا دروازہ پھر عیسائیوں کے پاس آ گیا ایک منٹ کے لئے مطمئن نہیں ہو سکتا کہ ان دوست نما اعداء اسلام کے تسلّط کے بعد بھی مقامات مقدسہ کی حقیقی حرمت باقی رہ سکتی ہے۔

بہت سے ظاہر بیں مسلمان بھی اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ انگریزی تسلّط کے بعد حج جاری رہے گا بلکہ آرام و آسائش کے سامان زیادہ ہو جائیں گے میں ان حضرات سے صرف اسی قدر عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ایک ظاہری سفر کو حقیقی حج سمجھ لیا ہے اور ظاہری سفر کے آرام و آسائش کو حضور قلب اور اخلاص و حلاوت ایمانی کی جگہ دیدی ہے۔ اور پھر ظاہری آرام و آسائش کا بھی آپ کو تجربہ ہو جائے گا۔ ابھی ذرا ٹھہر جائیے اور یہ سنہرا طوفان جو خود غرضی اور عیاری کے ساتھ عرب کی سطح پر محیط ہو گیا تھا ذرا کھل جانے دیجئے پھر آپ کو آرام و آسائش کا بھی پتہ چل جائے گا۔

یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ حجاز پر انگریزی قبضہ نہیں ہے بلکہ شریف مکّہ کی حکومت ہے۔ میں عرض کروں گا کہ شریف مکّہ کی حکومت کی حقیقت بھی واقف کار نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ بھلا وہ شریف جس نے اپنے قدیمی ولی نعمت اور واجب الاحترام آقا اور مفروض الطاعۃ خلیفۃ المسلمین سے ایک مسیحی طاقت کی ترغیب اور دل فریبی کی وجہ سے بغاوت کی ہو۔ وہ شریف جو انگلستان کا وظیفہ خوار ہو۔ وہ شریف جو مسیحی سرداروں کی تصویر کو سینہ سے لگاتا ہو۔ وہ شریف جو خدا کے مقدس جائے امن سے مسلمانوں کو گرفتار کر کے کفّار کے حوالے کر دے۔ اس کی حکومت صحیح معنی میں اسلامی حکومت

ہو سکتی ہے اور اُس کا نام نہاد اقتدار اسلامی اقتدار کہلا سکتا ہے؟ حاشا وکلا۔

الغرض بیت المقدس حجاز کی مقدس سرزمین عراق عرب یہ سب مسلمانوں کے اماکن مقدسہ ہیں مستقر خلافت یعنی قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل قدیم اسلامی یادگاریں ہیں۔ ان تمام مقامات کو اسلامی شوکت و وقار کا مرکز اور خلافت اسلامیہ کا محور ہونے کی وجہ سے مذہبی احکام کے بموجب غیر مسلم اثر سے پاک وصاف رکھنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ یہانتک اس کا بیان تھا کہ اس وقت مسلمانوں کے مذہبی فرائض کیا ہیں گزشتہ بیان سے معلوم ہو گیا کہ وہ فرائض یہ ہیں:

اپنے مسلمان مظلوم بھائیوں کی نصرت واعانت۔ مقامات مقدسہ کی حفاظت خلیفۃ المسلمین کے اقتدار کی برقراری میں کوشش۔ خلافت اسلامیہ کے استحکام کی سعی کرنا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے اُن فرائض کے ادا کرنے کی کیا سبیل ہے۔ میں پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہانتک مجھے معلوم ہے نہ صرف ہندوستان بلکہ اقصائے عالم میں کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہ ہو گا جو اُن فرائض کی واقعیت سے منکر ہو۔ بلکہ اس میں تردد اور شبہ رکھنے والا بھی غالباً کوئی متنفس نہ نکلے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک تلاطم برپا ہے۔ ہر شخص بے چین اور مضطرب ہے خلافت کمیٹیوں کی کثرت۔ اور عام قومی مظاہروں اور جلسوں کی نوعیت اُسکی بیّن دلیل ہے۔ مگر بعض بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کسی خوف کی وجہ سے جو اُن کے دلوں پر مسلط ہو گیا ہے اس فریضہ کے عاید ہونے میں طرح طرح کے شبہات نکالتے ہیں یا کسی دُنیوی طمع اور لالچ اور اپنی سُنہری روپہلی مصلحتوں کے باعث حیلے حوالے تراشتے ہیں:

آپ کو معلوم ہے کہ علماء ہند کی ایک کثیر جماعت یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ چونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس مدافعتِ اعدا کے مادی اسباب نہیں ہیں۔ توپیں۔ ہوائی جہاز بندوقیں اُن کے ہاتھ میں نہیں ہیں اسلئے مادی جنگ نہیں کر سکتے ہیں لیکن انہیں یقین

رکھنا چاہیے کہ جب تک برطانیہ کے وزرار اسلامی مطالبات تسلیم نہ کریں اس وقت تک تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی اُن کے ساتھ معاشرتی اور اخلاقی جنگ کی حالت ہے۔ یعنی مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ایسے تعلقات قائم رکھیں۔ جن سے اُن کی مخالفانہ اور معاندانہ طاقت کو مدد پہنچے اور اُن کے نشۂ غرور وتکبر کو تیز کرے مسلمانوں کا اوّلین فرض ہے کہ وہ دشمن اسلام کو دشمن کے مرتبہ میں رکھیں اور ایسے تعلقات جو میل جول اور دوستی اور محبت پیدا کرنے والے ہیں ایک دم چھوڑ دیں۔ اس اخلاقی جنگ کا نام ترک موالاۃ ہے۔ جس کے متعلق قرآن پاک میں صریح احکام موجود ہیں۔

حق تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں ارشاد فرمایا ہے:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاءَ + یعنی ایمان والو میرے اور اپنے دشمن کو دوست اور مددگار نہ بناؤ +

اس آیت میں حضرت حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنان خدا اور دشمنان اہل اسلام کے ساتھ موالات کرنے سے منع فرمایا ہے اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب وقت حضور نبی کریم صلعم نے غزوہ فتح مکہ کا ارادہ فرمایا اور اس کا سامان ہونے لگا تو حاطب بن ابی ملتبعہ صحابی نے مشرکین عرب کو ایک خفیہ اطلاع کا خط لکھا جس میں ان کو متنبہ کیا تھا کہ رسولِ خدا تمہارے اوپر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں تم اپنا بھلا بُرا سوچ لو۔ چونکہ قریش کے ساتھ اُن کا کوئی نسبی تعلق نہ تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ میں ان کے ساتھ یہ احسان کردوں اور اُس کے بدلے میں وہ میرے اہل وعیال اور جائداد وغیرہ کی جو مکہ میں ہے حفاظت کریں۔ حضور کو وحی سے اطلاع ہوگئی اور راستہ میں سے وہ خط پکڑا گیا۔ اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس میں کئی باتیں خاص توجہ کے لائق ہیں۔

اوّل یہ کہ اس میں حضرت حق تعالیٰ نے عدوی وعدوکم فرمایا ہے جس سے صاف طور پر

سمجھا جاتا ہے کہ دشمنان خدا اور دشمنان اہل اسلام سے ترک موالات کا حکم دینے کی علت ان کی عداوت اور دشمنی ہے۔ تو جہاں کہیں عداوت اور دشمنی موجود ہوگی وہاں ترک موالات کا حکم اسی طرح عائد ہوگا جس طرح آیت شریفہ کے نزول کے واقعہ میں ہوا تھا۔

دوسرے یہ کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے کفار مکہ کی محبت یا قلبی میلان یا اُن کے کفر سے راضی ہونیکی وجہ سے یہ کام نہ کیا تھا بلکہ محض ایک دنیوی مصلحت کی وجہ سے کیا تھا اور مصلحت بھی ایسی کہ اُن کے اہل و عیال کی حفاظت کی اور کوئی سبیل نہ تھی کیونکہ وہ دشمنوں کے تسلط کے مقام میں تھے گویا اُن کا یہ خبر دینا دشمنوں کی ایک خدمت (محافظت جائداد و اہل و عیال) کا معاوضہ تھا۔ باوجود اسکے حضرت حق نے اسکو موالات سے تعبیر فرمایا اور ممانعت کا حکم بھیجا +

تیسرے یہ کہ حاطب کا یہ فعل یعنی خبر دینا کفار مکہ کی کوئی مادی مدد کرنا نہ تھا بلکہ صرف اُن کو اُن کے بُرے انجام سے خبردار کرنا اور اپنی نجات کا طریقہ سوچ لینے کے لئے ہلاکت کا وقت سر پر آنے سے پہلے موقعہ بہم پہنچانا تھا۔ مگر صرف اتنی بات کو بھی حق تعالیٰ نے موالات ممنوعہ میں داخل فرماکر موالات کی ممانعت کا حکم نازل فرمایا۔ حاطب کے اس خُفیہ خط کے یہ الفاظ اس مضمون پر پوری روشنی ڈالتے ہیں:۔

ان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یریدکم فخذ واحذرکم (خازن) — یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارا ادپر حملہ کا ارادہ فرمارہے ہیں تو تم اپنا بچاؤ اختیار کرلو۔

اور جب حضور نے اُن سے دریافت کہ کیوں حاطب کیا حرکت تھی تو اُنھوں نے جواب دیا:۔

• مافعلتہ کفرا ولا ارتدادا عن دینی ولا رضا بالکفر بعد الاسلام کان اھلی بین ظھرانیھم فخشیت علی اھلی فاردت ان اتخذ لی عندھم یدا وقد علمت ان اللّٰہ تعالیٰ ینزل بھم — کہ حضور میں نے یہ کام کفر کی وجہ سے یا اسلام سے پھر جانیکے باعث یا اسلام لانیکے بعد کفر کے پسند اور راضی ہونیکے سبب سے نہیں کیا میرے اہل و عیال کفار مکہ کے نرغے میں تھے مجھے اُن کی جان کا خوف تھا تو میں نے چاہا کہ اُن کے ساتھ ایک احسان کردوں اور بیشک میں جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ ان کافروں پر

بأسه وان کتابی لا یغنی عنهم شیئا (خازن)

اپنا عذاب نازل کرے گا اور میرے خط سے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچیگا۔

چوتھے یہ کہ حضرت فاروق اعظم نے حاطب کے اس فعل کو نکثِ بیعت اور مظاہرت سے تعبیر فرمایا۔

لکنه قد نکث وظاهر اعداءک علیک (ابن جریر طبری)

یارسول اللہ اس (حاطب) نے اسلام کی بیعت توڑ دی اور آپ کے خلاف آپ کے دشمنوں کی مدد کی۔

اس کے بعد حضرت حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

اِنَّمَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (ممتحنہ)

یعنی حق تعالیٰ تم کو ایسے لوگوں کی موالات سے منع کرتا ہے جو تم سے مذہبی لڑائی لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور نکالنے والوں کے مددگار ہوئے اور جو لوگ اُن سے موالات کرینگے وہ ظالم ہیں۔

جن کافروں میں یہ تین چیزیں پائی جائیں اور اُن کی موالات کو یہ آیت حرام قرار دیتی ہے[1]۔

اوّل مسلمانوں سے دینی لڑائی لڑنا۔

دوم مسلمانوں کو گھروں سے نکالنا اور خانہ ویران کرنا۔

سوم۔ نکالنے والوں کی مدد کرنا۔

---

[1] مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ جن کافروں نے یہ کام کئے ہوں اُن کے ساتھ مدت العمر موالات حرام ہے اس لئے کہ ان کاموں کے کرنے والے جب مسلمان ہو جائیں تو اُن کی گزشتہ کارروائیاں اسلام لاتے ہی کالعدم ہو جاتی ہیں یا اُن سے مسلمان صلح کرلیں تو صلح کی شرائط کی تعمیل ضروری ہوتی ہے۔ جیسے کفار مکہ سے صلح حدیبیہ کی شرائط کے ماتحت حضور نے اُن مسلمانوں کو واپس کردیا جو کفار کی قید سے کسی طرح نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

پہلی بات کہ برطانیہ کی مسلمانوں سے لڑائی مذہبی لڑائی تھی یا نہیں برطانیہ کے وزیر اعظم نے ان الفاظ سے جو جنرل الینبائی کو فتح بیت المقدس کی مبارکباد دینے کے وقت کہے گئے تھے اور اس فتح کو شاندار صلیبی فتح قرار دیا گیا تھا صاف ظاہر ہے اور ٹرکی کے ساتھ التوائے جنگ اور صلح کے شرائط پر نظر ڈالنے سے موٹی نظر والے کو بھی حقیقت حال نظر آجاتی ہے سمرنا پر یونانیوں کو قبضہ دلانا۔ قسطنطنیہ پر قبضہ کر لینا۔ اپنے صریح وصاف وعدوں کی خلاف ورزی کرنا۔ سمرنا میں یونانیوں کے مظالم کو نہ روکنا یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے بعد کسی کو اس بات میں شبہ باقی نہیں رہ سکتا کہ ترکوں کے ساتھ صرف اُن کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ تمام ناانصافیاں روا رکھی گئی ہیں۔

دوسری بات مسلمانوں کو گھروں سے نکالنا۔ قسطنطنیہ اور اس کے اطراف سے ہزاروں محبانِ وطن نکل بھاگے۔ خود ولیعہدِ سلطنت نے اسلامی جمعیت کی وجہ سے کئی مرتبہ نکلنے کا ارادہ کیا مگر اُن کو سخت حراست میں کر دیا گیا۔ یونانیوں کے مظالم سے ہزاروں مسلمان سمرنا سے گھر بار چھوڑ کر بھاگے۔ قسطنطنیہ سے بہت سے معززین اور مقتدر افراد کو جلا وطن کر کے مالٹا وغیرہ میں بھیجدیا۔ یہ تمام واقعات ہیں جن سے اخراج من الدیار اور مظاہرت علی الاخراج میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ مالٹا میں ٹرکی کے بہت سے مقتدر افراد میری موجودگی کے زمانہ میں نظر بند تھے۔

پس جبکہ یہ تینوں باتیں سلطنت برطانیہ کے ذمہ دار وزرا کی طرف سے واقع ہوگئیں تو اب بھی کسی مسلمان کو برطانیہ کے ساتھ موالات کے حرام ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے۔

رہا یہ شبہ کہ موالات اور چیز ہے اور معاملہ اور چیز ہے۔ آیت موالات کو منع کرتی ہے نہ معاملات کو تو میں کہوں گا کہ ہاں موالات اور معاملہ میں مفہوم کے لحاظ سے فرق ضرور ہے لیکن موالات کے مفہوم میں قربت اور نزدیکی پیدا کرنے والے تعلقات اور باہمی نصرت و معاونت کے تمام ارتباطات لغوی معنی کے لحاظ سے داخل ہیں پس تمام ایسے معاملے جنکی وجہ

سے دشمن کے ساتھ میل جول ربط و اتحاد بڑھے ایسے معاملات جو اُن کی معاندانہ طاقت کو بڑھائیں ایسے تعلقات (فوجی ملازمت وغیرہ) جو مسلمانوں کو ہلاکت اور شوکت اسلامیہ کے مٹانے میں دخل رکھتے ہوں۔ ایسے روابط جنکی وجہ سے انہیں موقعہ ملے کہ مسلمانوں کی رضامندی پر استدلال کر سکیں۔ ایسے مراسم جنسے اُنکے ساتھ محبت والفت کا اظہار ہوتا ہو۔ براہِ راست یا بالواسطہ موالاتِ ممنوعہ محرمہ میں داخل ہیں۔ حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعہ کو بغور دیکھا جائے اور فاروق اعظم کی ایمانی عینک سے مشاہدہ کیا جائے تو پھر کوئی شبہ واقع نہیں ہو سکتا۔

اس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے اس لئے صرف اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ دوسرا شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمان ترکِ موالات سے تکلیف اور نقصان اُٹھائیں گے اس کے جواب میں بھی مختصراً یہ واقعہ ذکر کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

کہ جس وقت یہود بنو قینقاع سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تو عبادہ بن الصامت انصاری نے عرض کیا

قال عبادۃ ان لی اولیاء من الیھود کثیر عددھم شدیدۃ شوکتھم وانی ابرأ الی اللہ والی رسولہ من ولایتھم حلفھم ولا مولی لی الا اللہ ورسولہ وقال عبداللہ ابن ابی لکنی لا ابرأ من ولاء یھود انا رجل لا بدلی منھم +

(ابن جریر وخازن)

کہ حضور میری یہود کی ایسی جماعت سے موالات تھی جنکی تعداد بہت ہے، اور طاقت زبردست ہے۔ آج میں اُن کی موالات سے دست برداری کرتا ہوں اور اب خدا اور رسول کے سوا میرا کوئی مولےٰ نہیں اس پر عبداللہ بن ابی (منافق) بولا کہ میں تو یہود کی موالات سے دست برداری نہیں کر سکتا کیونکہ میری تو بغیر اُن کے گزر مشکل ہے۔

اسپر یہ آیت نازل ہوئی:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ۔

ایمان والو۔ یہود اور نصاریٰ کو دوست بناؤ اور اُن سے موالات نہ رکھو۔

اور منافقین کا یہ قول ہے کہ ہمیں تکالیف اور مصیبتیں پہنچنے کا خوف ہے، جواز موالات کیلئے کافی نہ ہوا اور اُن کو موالات کی اجازت نہ دی گئی۔

بلکہ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت حق تعالیٰ نے فی قلوبھم مرض فرمایا ہے اور اُن کے اس قول کا کہ ہمیں تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچنے کا خوف ہے یہ جواب دیا کہ عنقریب حق تعالیٰ اپنی طرف سے مسلمانوں کی فتح یا اور کوئی مہتم بالشان امر ظاہر کریگا جس سے تمام ڈرنے والے اپنے نفسانی منصوبوں پر نادم ہو جائیں گے۔

آج بھی ایک میدانِ عمل تمہارے سامنے ہے، ابتدا امتحان کی کڑی منزل درپیش ہے مگر آپ دور نہ جائیں اپنے آقائے نامدار خاتم النبیین صلعم کے حالات پر غور کریں۔ آپ کو مشرکین عرب نے اس قدر سخت تکلیفیں پہنچائیں ہیں کہ الاماں الحفیظ مگر آپ اُن تمام جان گداز تکلیفوں کو نہایت استقامت کے ساتھ برداشت فرماتے رہے اور اپنے فرض تبلیغ کو جاری رکھا یہاں تک کہ کفار مکہ نے آپ کے قتل کا منصوبہ باندھ کر آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ اس وقت آپ خدا تعالیٰ کے حکم سے مکان چھوڑ کر تشریف لے گئے اور تین دن غار ثور میں رہ کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ وہ زمانہ مسلمانوں کے لئے سخت ابتلا و آزمائش کا زمانہ تھا مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل اور مالی حالت نہایت تنگی کی تھی۔ مگر اُن کے ایمان پختہ اور قلب مطمئن تھے۔ اُنکی صداقت و استقامت کی برکت تھی کہ کفار کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور خوار و ذلیل ہو کر مغلوب ہوئے اور خدا کا دین تمام دُنیا میں پھیل گیا۔

میری غرض اس بیان سے صرف یہ ہے کہ آج اگر مسلمانوں کے ایمان پختہ ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے وعدہ نصرت (وکان حقا علینا نصر المؤمنین) پر اُن کو پورا بھروسہ ہو جائے اور تکالیف کی برداشت میں ذرا صبر و استقامت سے کام لیں تو ان کی کامیابی یقینی ہے کیونکہ آج دُنیا میں مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ ہے۔ جس میں سے صرف ہندوستان میں سات ساڑھے سات کروڑ آباد ہیں۔ اگر یہ سب متفقہ طور پر اسلامی خدمت کیلئے صبر و استقامت

کی ڈھال لیکر کھڑے ہو جائیں تو کیا کوئی طاقت ہی جو توحید کی بجلی پر غالب آجائے۔

دشمنانِ خدا ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے مومنین کی قوّتِ ایمانی اور استقامت ہمیشہ اُن کی کوششوں کے سامنے سدِّ سکندری ثابت ہوئی ہے۔ اسلام خدا کا نور ہے جو اُن کور چشموں کی معاندانہ پھونک سے کبھی نہیں بجھ سکتا۔

فرزندانِ توحید آج تمہارے ایمان اور اخلاص کا امتحان لیا جا رہا ہے خدا تعالےٰ دیکھ رہا ہی کہ کون اس کے جلال و جبروت کے سامنے سر جھکاتا ہی اور کون ہے جو دُنیا کی ناپائدار ہستیوں کے خوف سے خدا کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔

اگر تم کو میدانِ محشر میں خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگر تم کو رسول پاک صلعم کی شفاعت کی آرزو ہے۔ تو اُس کے پاک دین کی حفاظت کرو۔ اس کے مقدس احکامات کی اطاعت کرو۔ اُس کی امانت توحید کو برباد نہ ہونے دو۔ اور اُس کی دی ہوئی عزّت کو حقیقی عزّت سمجھو۔

اسلام صرف عبادات کا نام نہیں۔ بلکہ وہ تمام مذہبی، تمدنی، اخلاقی، سیاسی ضرورتوں کے متعلق ایک کامل و مکمّل نظام رکھتا ہے۔ جو لوگ کہ زمانہ موجودہ کی کشمش میں حصّہ لینے سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور صرف حجروں میں بیٹھ رہنے کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کے لئے کافی سمجھتے ہیں وہ اسلام کے پاک و صاف دامن پر ایک بدنما دھبہ لگاتے ہیں۔

اُن کے فرائض صرف نماز روزہ میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی اسلام کی عزّت برقرار رکھنے اور اسلامی شوکت کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری بھی اُن پر عائد ہوتی ہے وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ +

برادرانِ وطن نے تمہاری اس مصیبت میں جس قدر تمہارے ساتھ ہمدردی کی ہے

اور کر رہے ہیں وہ اُن کی اخلاقی مروّت اور انسانی شرافت کی دلیل ہے۔ اسلام نے احسان کا بدلہ احسان قرار دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ احسان اس کا نام ہے کہ آپ اپنی چیز کسی کو دیدیں کسی دوسرے کی چیز کو اُٹھا کر دیدینے کو احسان نہیں کہتے اس لئے آپ برادران وطن کے احسان کے بدلے میں وہی کام کر سکتے ہیں جو اخلاقی اور شریفانہ طور پر اپنے اختیارات سے کر سکتے ہوں۔ مذہبی احکام خدا کی امانت ہیں۔ اُنپر تمہارا اختیار نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ حدودِ مذہب کے اندر رہکر تم احسان کے بدلے میں احسان کرو۔ اور دونوں قومیں مل کر ایک ایسے زبردست دشمن کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جاؤ جو تمہارے مذہب تمہاری آزادی کو پامال کر رہا ہے۔

جماعتِ علماء جو حقیقۃً مسلمانوں کے مذہبی قائد ہیں ان کا فرض ہے کہ اس وقت موقعہ کی نزاکت اور اہمیت کو نظر انداز نہ کریں۔ آپس کے نزاع اور اختلاف میں پڑ کر اصل مقصود کو خراب نہ کریں ورنہ مسلمانوں کی خرابی اور بربادی کی تمام تر ذمہ داری انہیں پر عائد ہو گی۔ علمی تدقیقات کے لئے آپکے واسطے بہت سے میدان کھُلے ہوئے ہیں عبادت و ریاضت کے لئے بہت سی راتیں آپ کو بلا شرکت غیرے حاصل ہیں مگر جو کام کہ جبل احد اور میدان بدر میں ہوا وہ مسجد نبوی جیسی مقدس جگہ کے مناسب نہ تھا۔

آج احتجاج اور مطالبہ حقوق کے میدان صرف مظاہروں کے پلیٹ فارم ہیں خلوتیں اور تنہائی کی راتیں اس کے لئے کافی نہیں ہیں اگر موجودہ زمانہ میں توپ، بندوق، ہوائی جہاز کا استعمال مدافعتِ اعدا کے لئے جائز ہو سکتا ہے (باوجودیکہ قرونِ اولیٰ میں یہ چیزیں نہ تھیں)، تو مظاہروں اور قومی اتحادوں اور متفقہ مطالبوں کے جواز میں بھی تامل نہ ہوگا۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں ایسے لوگوں کے لئے جن کے ہاتھ میں توپ بندوق ہوائی جہاز نہیں یہی چیزیں ہتھیار ہیں۔

معزز حاضرین۔ برطانیہ کا یہ دعویٰ کہ وہ کسی کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں

کرتی - آپ ہمیشہ سے سُنتے آئے ہیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہندوستان کے مسلمان اپنے مذہبی امور میں آزادی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں - کیا سلطنت کا زبردست پنجہ اُن کا گلا گھوٹنے کے لئے ہر وقت طیار نہیں ہے - آج مولوی ظفر علی خاں اور مولوی نثار اللہ صوفی اقبال احمد مولوی محمد فاخر اور اسی طرح دوسرے فرزندانِ ہند کس جرم میں قید خانوں میں بند ہیں - کیا اُنہوں نے مذہبی احکام کی تبلیغ کے سوا اور کوئی کام کیا تھا کیا مسلمانوں کے مذہبی احکام کے فتوے ضبط نہیں ہوئے - کیا مسلمانوں کی ہزاروں خواتین اپنے نکاح و طلاق کے مقدمات میں غیر مسلم عدالتوں کے سامنے جاکر اسلامی احکام کے خلاف فیصلے کرانے پر مجبور نہیں - کیا شفعہ و قبضہ مخالفانہ وغیرہ کے قوانین شرعیہ اسلامیہ کے موافق ہیں یہ تمام چیزیں ہیں جنکی پوری نگہداشت جمعیۃ العلما کے اہم فرائض میں سے ہے۔

اسی طرح اسلامی مذہبی تعلیم کے لئے مفید نظام قائم کرنا - اور تمام اسلامی درسگاہوں کو ایک سلسلہ میں منسلک کرنا بھی علما کے لئے ضروری فرائض میں داخل ہے -

اسلامی اوقاف کا وسیع و عریض سلسلہ بھی ایک خاص نظم کا محتاج ہے غرضکہ بہت سی اسلامی ضروریات ہیں جو علماء کے ایک مرکز پر جمع نہ ہونے کی وجہ سے منتشر حالت میں تھی خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اُس نے اپنی رحمت سے اُن کو جمع کر دیا اس اجتماع کی بدولت امید ہے کہ تمام پراگندہ اور منتشر امور کا نظام درست ہو جائیگا -

قبل اسکے کہ میں اپنے بیان کو ختم کروں آپ حضرات سے ایک التجا کرتا ہوں وہ یہ کہ ہر حال میں خدائے قدوس پر بھروسہ رکھیں اور اپنی تدبیر کو تدبیر ہی کے مرتبہ میں سمجھیں اسلامی احکام کی تعمیل کریں اور مذہبی فرائض ادا کرنے کا مضبوط اور مستحکم عہد باندھ لیں خدا کی رحمت نیک بندوں کے ساتھ رہتی ہے اور اسکا رحم ضعیفوں اور خدا پر بھروسہ رکھنے والوں کی مدد کرتا ہے -

اے زندہ اور قدوس خدا - اے ارحم الراحمین اے شہنشاہ رب العٰلمین ہمارے گناہوں سے درگزر فرما اور ہمارے ضعف و ناتوانی پر رحم کر - ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق دے

اور اپنے دین کی خدمت کے لئے ہمارے دل مضبوط کردے۔ ہماری کلائیوں میں طاقت عنایت فرما۔ ہمارے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کر۔ حق کو فتح اور باطل کو شکست دے۔ امین یا ارحم الراحمین۔ و اٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔